© rasailojaraid.com


**کلمہ حق**

# فلسطینی عوام، عالمی ضمیر اور مسلمان حکمران

فلسطینی عوام ایک بار پھر صہیونی جارحیت کی زد میں ہیں۔ غزہ میں اسرائیل کی فضائی اور زمینی کاروائیوں نے سینکڑوں فلسطینیوں کو خون میں نہلا دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل غزہ کے غیور اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی آزادی کی اور تشخص کو مکمل طور پر پامال کر دینے پر تل گیا ہے اور اسے حسب سابق مغربی قوتوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ان فلسطینی عوام کا واحد قصور یہ ہے کہ وہ فلسطین کے باشندے ہیں۔ اپنے اس حق سے دستبردار ہونے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہیں اور اس کے لیے مسلسل قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اب سے ایک صدی قبل برطانوی وزیر خارجہ بالفور نے فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن تسلیم کرتے ہوئے انہیں دنیا بھر سے وہاں لا کر بسانے اور ان کی ریاست قائم کرانے کا جو معاہدہ کیا تھا، برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک نے ہر قسم کی انسانی، اخلاقی اور سیاسی حدود کو پاؤں تلے روندتے ہوئے اسے نہ صرف پورا کیا ہے بلکہ وہ اس کی مکمل پاسداری کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اقوام متحدہ نے فلسطین کو تقسیم کر کے فلسطین کو الگ اور آزاد وطن دینے کا جو وعدہ کر رکھا ہے، اقوام متحدہ کے اصولوں اور بین الاقوامی معاہدات کی دنیا بھر میں دہائی دینے والے مغربی ممالک کو اس کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ نے فلسطین کو تقسیم کر کے فلسطین اور اسرائیل کے نام سے دو آزاد ریاستیں قائم کی تھیں اور ان کی سرحدوں کا تعین بھی کر دیا تھا۔ اگرچہ اس حوالہ سے مسلم ممالک میں دو الگ الگ موقف پائے جاتے ہیں۔ سعودی عرب اور پاکستان سمیت بہت سے ممالک نے اس تقسیم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ اسرائیل کو ایک جائز ریاست کے طور پر قبول نہیں کر رہے، مگر مصر، اردن اور بعض دیگر مسلم ممالک نے اس تقسیم کو تسلیم کر رکھا ہے اور اسرائیل کو ایک قانونی ریاست کا درجہ دیا ہوا ہے، بلکہ خود فلسطینیوں میں الفتح اور حماس کے موقف اس سلسلہ میں الگ الگ ہیں۔ لیکن فلسطین کی تقسیم کو بالفرض تسلیم کرتے ہوئے بھی اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق جس آزاد فلسطین ریاست کو قائم ہونا چاہیے تھا، اس کا دنیا کے نقشے پر کوئی وجود نہیں ہے اور میونسپلٹی طرز کی فلسطینی اتھارٹی قائم کر کے فلسطینیوں کو ان کی اپنی حکومت کے لالی پاپ پر بہلانے کی فریب کاری تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ اسرائیل نے اقوام متحدہ کی مقرر کردہ بین الاقوامی سرحدوں کو پامال کر کے جن علاقوں پر گزشتہ نصف صدی سے قبضہ کر رکھا ہے، ان میں بیت المقدس بھی شامل ہے۔ انہیں اسرائیل سے واگزار کرانے میں کوئی بھی سنجیدہ نہیں ہے۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جولوگ اسرائیل کوایک جائز ریاست تسلیم نہیں کرتے اور فلسطین کی تقسیم کے فیصلے کو منصفانہ نہیں سمجھتے، ہم بھی ان میں شامل ہیں، لیکن اسے ایک طرف رکھتے ہوئے خود تقسیم فلسطین کے اس بین الاقوامی فیصلے کے دو بنیادی تقاضے ہیں۔ایک یہ کہ فلسطینیوں کی آزاداور خودمختار ریاست تسلیم کی جائے جوکسی بھی قسم کی بیرونی مداخلت اورنگرانی سے پاک ہو۔ دوسرا یہ کہ اقوام متحدہ کی مقرر کردہ سرحدوں کو پامال کر کے اسرائیل نے جن علاقوں پر قبضہ کر رکھا ہے، انہیں اس سے واگزار کرایا جائے۔عراق نے بین الاقوامی سرحدوں کی خلاف ورزی کر کے کویت پر قبضہ کیا تھا تو ہر طرف ہاہا کار مچ گئی تھی اورامریکہ نے اقوام متحدہ کی چھتری تلےفوجی کاروائی کر کےکویت کی خودمختاری کو بین الاقوامی سرحدات کے تقدس کے نام پر بحال کرادیا تھا،لیکن اسرائیل نے دن دہاڑے بیت المقدس پرناجائز قبضہ کیااور مصر، شام اوراردن کی مسلمہ سرحدوں کوروندڈالامگراقوام متحدہ خودبھی اوراسے اپنے مقاصد کے لیےاستعمال کرنے والےمغربی ممالک بھی نصف صدی سے منقارزیر پر ہیں۔

سوال یہ ہے کہ دنیا پر اپنی چودھراہٹ کا ڈھنڈوراپیٹنے والےمغربی ممالک فلسطینیوں اورعرب ممالک کے اس جائز حق کی بحالی کے لیےسنجیدگی کیوں اختیارنہیں کررہےاور دنیا بھرمیں پھیلے ہوئے لاکھوں فلسطینی مہاجرین اور فلسطین کے اندراسرائیل کی بار بار جارحیت کا نشانہ بننے والےمظلوم فلسطینی انہیں دکھائی کیوں نہیں دے رہے؟ اس سے زیادہ ستم ظریفی کا منظر یہ ہے کہ عالم اسلام اورعرب ممالک میں بھی اس حوالہ سے کوئی سنجیدگی دکھائی نہیں دے رہی۔ یوں لگتا ہے جیسے عالم عرب اور مسلم امہ نے بھی فلسطینیوں کو حالات بلکہ اسرائیل کے رحم وکرم پر چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ مسلم حکومتوں کواپنی داخلی حدود میں شدت پسندی اور بغاوت تو دکھائی دیتی ہےاوراسے کچلنے کے لیے وہ اپنی پوری قوت صرف کر رہی ہیں، لیکن اس شدت پسندی اور بغاوت کا باعث بننے والی بین الاقوامی دہشت گردی اور اسرائیلی جارحیت ان کودکھائی نہیں دیتی اورانہوں نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔حالانکہ اگر مسلم ممالک متفق ہوکر اسرائیل، کشمیر، اراکان اوراس جیسے دیگر سلگتے ہوئے مسائل پر جرأت مندانہ موقف اور کرداراختیار کرنے کا حوصلہ کر لیں تو یہ داخلی شدت پسندی اور بغاوت خودان مسلم ممالک کی اپنی قوت کارخ بھی اختیار کرسکتی ہے۔

مسلم حکمران تھوڑی دیر کے لیےٹھنڈے دل ودماغ کےساتھ سوچیں کہ مسلم دنیاکے کسی حصے میں ’’خلافت‘‘ کانعرہ ابھرتا ہےتو دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کی آنکھوں میں چمک کیوں آجاتی ہےاوران کے دلوں کی دھڑکن کیوں تیز ہو جاتی ہے؟ دراصل مسلم امہ خلافت کے اس کردار کوزندہ رکھنا چاہتی ہے کہ سندھ میں راجہ داہر کی قید میں ایک مسلم خاتون اپنی بےبسی پرفریادکرتی ہےتو عراق میں خلیفۂ وقت کا مقرر کردہ گورنر حجاج بن یوسف اس کی مدد کے لیے بے چین ہوجاتا ہےاوراپنے بھتیجے محمد بن قاسمؒ کی کمان میں فوج روانہ کر دیتا ہے۔ یہ کردارامت مسلمہ کی ضرورت ہے اور وقت کا تقاضا ہے۔اگر مسلم حکمرانوں میں یہ کرداراختیار کرنے کی سوچ اور حوصلہ موجود ہےاور وہ اسے روبہ عمل لانے کی کوئی صورت نکال سکتے ہیں توشاید حالات کچھ سنبھل جائیں۔ ورنہ انہیں یادرکھنا چاہیے کہ خلا اور حبس زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتے اور حبس جس قدر شدید ہواس کی طرف بڑھنے والی آندھیوں کی رفتار بھی اسی حساب سے تیز ہوا کرتی ہے۔



© rasailojaraid.com